مولانا عزیز زبیدی
منڈی واربرٹن - (شیخوپورہ)

قسط ۲

الهدية الثمينة للمرأة المسلمة

خاتونِ مسلم کیلیے قیمتی ہدیہ!

ح: "لِلْمَرْأَةِ سِتْرَانِ اَلزَّوْجُ وَالْقَبْرُ وَاَسْتَرُهُمَا الْقَبْرُ" (طبرانی)

رویٰ ابن عدی عن ابن عباس بسند ضعیف (ز)

پردہ

"عورت کے لیے دو پردے ہیں ایک شوہر اور دوسری قبر، دونوں میں سے قبر زیادہ پردہ دار ہے"

جوان ہوتے ہی لڑکی کی شادی کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ دور، دورِ جنون اور بے ہوشی کا دور ہوتا ہے اس لیے عریانی کے باوجود عریانی کا ہوش نہیں رہتا اگر کوئی چاہتا ہے کہ پردہ رہ جائے تو پھر اس کے نکاح کی فکر کی جائے یہ ایسا پردہ ہے جو بھرم رکھ لیتا ہے چنانچہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ" (پ۲ - بقرۃ ع۲۳)

"وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو"

اس فطری حکمت عملی کے بغیر اور جو بھی حصار مہیا کئے جائیں گے صنفی عافیتوں کے لیے شاید ہی مفید رہ سکیں، ہاں اگر قبر کے حوالے کر دی جائیں تو وہ اور بات ہے۔

جہاں تک شرعی پردہ کی بات ہے، وہ عصمت کی عافیتوں کے لیے معاون اور مددگار تو ضرور ہے، لیکن شرعی نکاح کا بدل نہیں ہے۔ پردہ لغزش کے امکانات اور اسباب کو معدوم نہیں کرتا صرف کم کرتا ہے، اور عافیت کش دواعی کی راہ میں حائل ہو کر دونوں کے درمیان مسافتوں کو دراز کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ پردہ کی اوٹ میں شرارتی آنکھ بھی پردہ میں رہے۔ بہرحال اس روایت نے پردہ کی ضرورت اور اہمیت کو نہایت حکیمانہ انداز میں اور واضح کر دیا ہے کہ شرعی پردہ کے باوجود نکاح کی ضرورت باقی رہتی ہے کیونکہ شرعی پردہ کی حکمتوں کی تکمیل کے لیے نکاح کے مرحلہ سے گذرنا ضروری ہوتا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ: پردہ "تحفظ" کی ایک شکل ہے بالکل اسی طرح جس طرح نکاح، نگران کیلیے

جو صحیح معنے میں تحفظ کے متمنی ہیں جو لوگ "ہرگلے را بوئے دیگر است" کے چمنوں میں آوارہ پھرتے ہیں، ان کے لیے گو "تحفظ" کی کوئی بھی شکل مفید نہیں ہوتی تاہم پردہ کی شرعی شکل "نظارۂ عام" کے غلط اثرات سے ان کو تو ایک حد تک امان مل سکتی ہے جو دل سے ان سے بچنے کی خواہش رکھتے ہیں۔

پردہ کے بیشے قبر پیش کر کے دراصل پردہ کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے کہ اس کے لیے اگر وہاں تک بھی جانا پڑے تو سودا مہنگا نہیں ہے۔

پردہ عفت، عصمت، طہارتِ نفس، عزت اور نسل کی حفاظت کے لیے ایک بے ضرر تقریب مہیا کرتا ہے اس سے غرض عورت کو محبوس کرنا نہیں ہے بلکہ خلقِ خدا کو نگاہِ خائن سے تحفظ پیش کرنا ہے اس کو صرف وہ روحیں عذاب تصور کرتی ہیں، جن کے سامنے عورت کی حیثیت ایک دسترخوان سے زیادہ نہیں ہے۔ جو اس کو جنسی آگ کی تسکین کے لیے صرف ایک صنفی تقریب سمجھتے ہیں وہی اس سے بدکتے بھی ہیں۔

۷۔ "اَلْاَرْمِلَةُ الصَّالِحَةُ سُمِّيَتْ فِي السَّمٰوٰاتِ شَهِيْدَةً" (فردوس دیلمی)

"نیک بخت بیوہ عورت کا نام آسمانوں میں شہید عورت ہو جاتا ہے۔"

صالح بیوہ عورت

جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا ہے، تو وہ عورت عموماً احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جاتی ہے یا بے راہ ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی نیک بخت عورت اس جانکاہ صدمہ اور ان بے آسرا لمحات کے باوجود اپنی آن اور شان کی شرم رکھ لیتی ہے تو وہ ایک ایسی شہید خاتون قرار پا جاتی ہے جو حسرتوں، مایوسیوں اور ناداریوں کے ہزاروں تیروں، لاکھوں بھالوں اور زہر میں بجھی ہوئی کروڑوں تلواروں کے زخم کھا کھا کر ہر آن اور ہر لمحہ شہید ہوتی رہی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ناسازگار حالات میں اتنا اونچا کیرکٹر پیش کرنا بہت بڑا روحانی جہاد ہے، توپوں سے لڑ جانا آسان ہے لیکن درماندہ حسرتوں کے چرکوں کا مقابلہ کرنا کٹھن اور حد درجہ دشوار بات ہے۔

ع این سعادت بزور بازو نیست

اس کے یہ معنی نہیں کہ بیوگی مطلوب ہے اور بیوہ رہنا کارِ ثواب ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اگر حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ باوقار نکاح کی کوئی سبیل نہیں رہی تو حالات کی ان ستم ظریفیوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے بجائے اگر وہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کر گزرتی ہے اور سینکڑوں محرومیوں کے گھاؤ سہہ کر نہ جینے کی طرح جینے کی کوشش کر لیتی ہے تو یقیناً یہ بہت بڑا اقدامِ عزیمت ہے۔

۸۔ "اِنِّيْ لَا اُصَافِحُ النِّسَآءَ" (ابن سعد)

عورتوں سے مصافحہ

فرمایا: "میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔"

مسند احمد میں حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ سے روایت آئی ہے:

"وكان لا يصافح النساء في البيعة" (مسند احمد)

کہ "رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیعت کرتے وقت عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے۔"

طبرانی میں حضرت معقلؓ بن یسار سے روایت ہے:

"كان يصافح النساء من تحت الثوب" (طبرانی فی الاوسط)

کہ "آپ کپڑے کے ساتھ عورتوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔"

یہ روایت ضعیف ہے۔ اور صحیح بخاری کی روایت کے بھی خلاف ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: بخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ سے کبھی نہیں چھویا۔ بیعت کا سلسلہ صرف بات کے ذریعہ رہتا:

"والله ما مست يده يد امرأة قط في المبايعة ما يبايعهن الا بقوله" (بخاری کتاب الشروط)

اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی معصوم تھی، تمام شکوک و شبہات سے بالاتر تھی اور وہ ہمارے نبی تھے، تاہم ہر غیر محرم عورت کے سلسلہ میں اسی طرح احتیاط ملحوظ رکھتے تھے جس طرح دوسروں کو کرنا پڑتی ہے۔ اس لیے ثابت ہوا کہ خواہ کسے باشد، اگر وہ نامحرم ہے تو کسی غیر محرم خاتون سے مصافحہ نہیں کر سکتے استاد ہو یا پیر فقیہ۔

۸۔ "على النساء جهاد لا قتال فيه الحج والعمرة" (احمد)

ابن ماجہ عن عائشہؓ (ر)

عورتوں کا جہاد

"عورتوں پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑائی نہیں، وہ حج اور عمرہ ہے۔"

حج اور عمرہ کے لیے جانا اور رختِ سفر باندھنا، آسان نہیں جان جوکھوں والی بات ہے جو بہرحال ایک عورت کے لیے جہاد سے کم نہیں ہے ـــــ اگر وہ اس سلسلے کی مشکلات پر قابو پا لیتی ہے تو یہ اس کی ہمت کی بات ہے۔

یہ صورت نارمل حالات کی ہوتی ہے کہ بس خواتین کا یہی بڑا جہاد ہے، جب ہنگامی صورت حال پیدا ہو جائے تو اس کے تقاضے کچھ اور ہوتے ہیں۔ جب ضرورت پڑ جاتی ہے تو تلوار سے جہاد بھی ان کے لیے ضروری ہو جاتا ہے، جیسا کہ غزوۂ خیبر میں ہوا۔ (جاری ہے)

۷ : " عَلِّمُوْا نِسَآءَكُمْ سُوْرَةَ النُّوْرِ "　　(قضاعی)

رواہ سعید بن منصور والبیهقی فی شعب الایمان عن مجاهد مرسلا بسند ضعیف (ز)

سورۂ نور کی تعلیم

" اپنی عورتوں کو تم سورۂ نور کی تعلیم دو "

اس سورت میں خاتونِ مسلم سے متعلقہ احکام بالخصوص کافی پائے جاتے ہیں پردہ عائلی ورسیات اور معاشرتی اقدار کا حصہ خاص ہے ۔ اخلاقیات کے سلسلے کے بنیادی مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے ۔ عفت وعصمت اور زبان و بیان کے آداب بتائے گئے ہیں ۔ بالخصوص حق تعالیٰ کے نور کا ذکر کرکے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ کی پاک ذات کو سراپا نور ہے جسے ہر شخص محسوس کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ آنکھوں سے اوجھل رہتا ہے اسی طرح خاتونِ مسلم کے لیے یہی مناسب ہے کہ اپنی نوعی تجلیات کے باوجود وہ غیر محرم کی آنکھوں سے مستور رہے اس میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرتِ طیبہ کے عظیم کردار کا ذکر بھی ہے ۔ آدابِ خانہ کی تفصیل ہے ، گھروں میں خانگی معاملات کے الجھاؤ کے باوجود حق تعالیٰ سے تعلق قائم اور ذکر الٰہی کو جاری رکھنے کا بیان ہے ، اس کی تعلیم دینے کی سفارش کی گئی ہے ۔ واللہ اعلم ؛

۸ ، طَاعَةُ الْمَرْأَةِ نَدَامَةٌ (عن علی عن زید بن ثابت بسند ضعیف وفی روایة "طَاعَةُ النِّسَاءِ نَدَامَةٌ" رواہ العقیلی فی الضعفاء فیه محمد ابن سیرین ضعفه ابو حاتم القضاعی وابن عساکر عن عائشة بسند ضعیف ایضا ورواہ ابن عساکر عن جابر بسند حسن واخرج الطبرانی والحاکم وصححه عن ابی بکرۃ هلكت الرجال حين اطاعت النساء (ز)

عورت کی غلامی

" عورت کی اطاعت ، باعثِ ندامت ہے " بعض روایات میں آیا ہے کہ عورتوں کی رائے کے خلاف کرنے میں برکت ہے :

" خَالِفُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ فِي خِلَافِهِنَّ الْبَرَكَةَ " اخرجه العسکری فی الامثال عن عمر)

عورت کے سلسلے کی یہ باتیں دراصل اس تجربہ پر مبنی ہیں کہ عورت عقل اور علم و ہوش سے زیادہ اپنے جذبات کے تابع رہتی ہے ، تجربات کی دنیا ان کی خاصی محدود ہوتی ہے ۔ اس لیے ان سے مشورے کر کے چلنے والے شخص یا قوم سے کہا گیا ہے کہ اب اس کے لیے قبر ہی بہتر ہے :

" فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا " (مشکوٰۃ)

باقی رہی مستثنیات ، تو ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا ، بالخصوص ان امور کے بارے میں جن کا تعلق خاص طور پر عورتوں سے ہے ان کے بارے میں صحابہ نے تجربہ کار خواتین سے مشورہ لیا ہے اور ان پر عمل بھی کیا ہے خاص کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے !　　(الفاروق)

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)